www.rahimia.org

شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ رحیمیہ لاہور

بانی: حضرت اقدس مولانا **شاہ سعید احمد** رائے پوریؒ
قدس اللّٰہ سِرّہٗ السّعید مسند نشین رابع خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

مدیر اعلیٰ: حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری
جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

مجلس ادارت
سرپرست: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن
صدر: مفتی عبدالمتین نعمانی
مدیر: محمد عباس شاد

جون 2016ء / رمضان المبارک 1437ھ جلد نمبر 8، شمارہ نمبر 6 - قیمت: 20روپے سالانہ ممبرشپ: 200 روپے - تین سالہ ممبرشپ: 500 روپے

فہرست مضامین

- حکمتِ روزہ
- روزہ کے مقاصد
- سیاست وقیادت کا صلہ آہنی زنجیریں یا جاگیریں؟
- افضل ترین فرشتوں کے اجتماع (حظیرۃ القدس) کا کردار
- شوق اور تربیت
- رمضان المبارک کے دوران مہنگائی کے عوامل
- مجالس ؛ افاداتِ علم وحکمت
- رمضان المبارک جدوجہد کا مہینہ ہے
- رمضان المبارک تجلیات وانوارات کا مہینہ ہے
- رمضان المبارک رحمت، مغفرت اور جہنم سے نجات کا مہینہ
- ادارہ رحیمیہ میں اجتماعِ رمضان کے مقاصد
- رفتارِ کار
- فقرا سے ہمدردی کی ایک نادر حکایت
- لاہور میں روحانی تربیتی اجتماعِ رمضان
- معمولاتِ روحانی تربیتی اجتماعِ رمضان
- نمازِ تراویح کے مسائل
- نقشہ اوقات رمضان المبارک

ارشادِ گرامی

حضرت اقدس مولانا **شاہ عبدالقادر** رائے پوری قدس سرہ — مسند نشین ثانی خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

فرمایا کہ:

’’ایک مرتبہ مجھے رمضان ایسے گزارنے کا موقع ہوا کہ اس میں علاوہ پڑھنے پڑھانے کے باتیں کرنا نہیں ہوا، صرف مغرب کے بعد ایک دوست سے کچھ باتیں ہوجاتی تھیں اور وہ دوست یہی مولوی عبدالرحمٰن صاحب کے والد (بھائی امام دین صاحب) ہیں۔ ؎

دل زِ پُر گفتن بمیرد در بدن
گرچہ گفتارش بود دُرِّ عدن

(زیادہ بولنے سے بدن میں دل مر جاتا ہے،
اگرچہ اُس کی گفتگو عدن کے موتی ہی کیوں نہ رولتی ہو۔)

مولوی محمد اکرم صاحب لِلّٰہ شریف والوں نے دریافت کیا کہ ’’دُرّ عدن‘‘ سے مراد دنیا کا کلام ہے؟ (حضرت والا نے) فرمایا: ’’دین کا کلام بھی مراد ہے، پُرگفتن (زیادہ بولنا) اس میں نہیں چاہیے۔‘‘

(مجلس: یکم رمضان المبارک 1366ھ/ 20 جولائی 1947ء۔ مقام: رائے پور)

(ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص:339۔ طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور)

ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور
رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
0092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جاسکتا ہے۔

رقومات کی ترسیل بنام ’’ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ ٹرسٹ لاہور‘‘ اکاؤنٹ نمبر 0010030341820010 الائیڈ بینک مزنگ چونگی برانچ لاہور، برانچ کوڈ 0533

www.rahimia.org

درسِ قرآن

تفسیر: امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ

حکمتِ روزہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (2:183-84)

(اے ایمان والو! فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر، تا کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ چند روز ہیں گنتی کے، پھر کوئی تم میں سے بیمار ہو یا مسافر تو اس پر ان کی گنتی ہے اَور دنوں سے، اور جس کو طاقت ہے روزہ کی، ان کے ذمے بدلہ ہے ایک فقیر کا کھانا۔ پھر جو کوئی خوشی سے کرے نیکی تو اچھا ہے اس کے واسطے۔ اور روزہ رکھو تو بہتر ہے تمھارے لیے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔)

اس میں بتلایا کہ گیارہ ماہ خوب کام کر کے کماؤ اور کچھ نہ کچھ پس انداز (جمع) کرتے رہو۔ اس میں سے اس ماہ میں خرچ کرو اور روزے رکھو۔ اور تلاتِ قرآن کرو۔ اس آیت میں ایک تو پاک نفسی اور دوسرے پس انداز کرنا بتایا ہے۔ روزے کے احکام کسی نہ کسی شکل میں ہر مذہب میں ملتے ہیں، مگر احکامِ اسلام کو اگر دیگر مذاہب کے اوامر و نواہی پر کوئی فوقیت حاصل ہے تو وہ یہ ہے کہ اسلام کے احکام کسی نہ کسی حکمت اور منفعت کو مدِ نظر رکھ کر فرض کیے گئے ہیں۔ اور ان سے کوئی نہ کوئی فائدہ دینی یا دُنیاوی، مادی یا روحانی مقصود و متصور ہے۔ اس دعویٰ کے ثبوت میں حکمائے اسلام کی انبار در انبار تصانیف موجود ہیں، جو ہر زمانے میں لکھی گئیں اور لکھی جا رہی ہیں۔ جوں جوں زمانہ ترقی کرتا جا رہا ہے، ادیانِ باطلہ زمانے کا ساتھ دینے سے قاصر رہتے جاتے ہیں۔ اور یہ فخر صرف اسلام کو ہی حاصل ہے کہ کسی مقام پر بھی تھک کر بیٹھ جانے کی ندامت نہیں اٹھانی پڑی اور نہ پڑے گی۔ دنیا آج آہستہ آہستہ ہر طرف سے مایوس ہو کر اسلام کے قریب آتی جا رہی ہے۔

قرآن میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر حکم دینے کے بعد کہیں اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (2:209) کے ارشاد سے اس طرف اشارہ کر دیا ہے کہ یہ فعلِ حکیم ہے، جو خالی از حکمت نہیں۔ کہیں وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ (2:207) کہہ کر ظاہر کر دیا ہے کہ ہمیں اپنے بندوں سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ یعنی روزے انسان کی آزمائش کے لیے نہیں ہیں اور کہیں لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (7:204) فرما کر یہ بتا دیا کہ اس سے مقصد تمھارے اوپر ظلم کرنا نہیں ہے، بلکہ رحم کرنا ہے۔ خود روزے کے احکام شروع کرتے وقت پہلی آیت لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ پر ختم کیا۔ اور جہاں یہ مضمون ختم ہوا، وہاں پھر لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ کی مہر ثبت فرما کر بتلا دیا کہ روزے کے احکام اس لیے دیے کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے۔ یہی نہیں، انھیں آیات میں جہاں فدیہ کی جگہ روزہ رکھنے کو مرجح (راجح) قرار دیا، وہاں ارشاد ہے کہ اگر روزہ رکھو تو وہ خَيْرٌ لَّكُمْ ہے، یعنی اس میں تمھاری بھلائی اور بہتری ہے۔

درسِ حدیث

از مولانا ڈاکٹر محمد ناصر، جھنگ

روزہ کے مقاصد

عَنْ اَبِیْ عُبَيْدَةَ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

"الصِّيَامُ جُنَّةٌ مَالَمْ يَخْرِقْهَا." (سنن نسائی، حدیث نمبر 2235)

(حضرت ابوعبیدہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"روزہ آدمی کے لیے ڈھال ہے، جب تک وہ اسے پھاڑ نہ ڈالے۔")

روزہ ارکانِ اسلام میں سے ایک اہم رُکن ہے، جو تزکیۂ نفس اور روحانی کمالات پیدا کرنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ روزے کے ذریعے انسان طبعی ہیجانی کیفیت اور شیطان کے اغوا پر کنٹرول کرنا سیکھتا ہے۔ یہ جھوٹ اور مکر و فریب سے بچنے کا سچا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ روزہ نیکی کی رغبت قائم کرنے اور ذکر و عبادت کا طبعی رُجحان پیدا کرتا ہے۔ روزہ رکھنے سے انسان میں وہ اَخلاق جڑ پکڑتے ہیں، جو شیطان کے لیے سوہانِ روح ہیں۔ اسی بنا پر روزے کو شیطان کے وسوسوں کے خلاف ڈھال قرار دیا گیا ہے کہ یہ گناہوں سے بچنے اور بھلائی اور تقویٰ کی راہ پر گامزن ہونے کا مفید طریقہ ہے۔ قرآن ان مقاصد کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: "تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں' تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔"

مقاصدِ روزہ اس وقت حاصل ہوتے ہیں، جب انسان اَخلاقِ رذیلہ کو چھوڑنے اور اخلاقِ حسنہ کو حاصل کرنے کا ارادہ اور کوشش کرتا ہے۔ اور اگر روزہ رکھ کر بے دھڑک گناہ کرتا ہے۔ جھوٹ، دھوکا، فریب، بد دیانتی اور مخلوقِ خدا پر ظلم کو بدستور جاری رکھتا ہے تو پھر روزے کے مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں ہوتے۔ چناں چہ حضورؐ نے فرمایا ہے: "جو شخص جھوٹ بولنا اور لغو کام کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ (روزہ کا نام کر کے) وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔" روزے کے ساتھ گناہوں پر اصرار پانی پر نقش قائم کرنے کی کوشش کے مترادف ہے۔ قرآن اور متعدد احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ روزہ اس وقت مطلوبہ اہداف تک انسان کو پہنچاتا ہے، جب انسان خلافِ شرع کاموں کو ترک کرنے کا پختہ عزم اور کوشش کرے، ورنہ صورتِ حال اُلٹ ہو جاتی ہے۔ چناں چہ ایک حدیثِ مبارکہ میں حضورؐ نے فرمایا ہے: "وہ شخص اللہ کی لعنت کا مستحق ہے جو اپنی زندگی میں رمضان کو پائے، مگر کوشش کر کے اللہ کو راضی نہ کر لے۔"

بُرے اَخلاق کے دو دائرے ہیں: ایک دائرہ باہمی نجی تعلقات کا اور دوسرا اجتماعی حوالے سے۔ ان دونوں دائروں کے لحاظ سے اَخلاق کی درستگی کی ضرورت ہے۔ اگر انسان نجی زندگی میں تو اچھے اَخلاق کا مالک ہو، مگر قومی اور اجتماعی زندگی میں غافل اور ظلم کا مددگار ہو تو یہ رویہ بھی روزے کے نتائج ضائع کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔ آج عبادات کے انفرادی پہلوؤں پر تو دھیان دیا جاتا ہے، مگر اجتماعی مقاصد کو نظر انداز کرنے کی روش عام ہے۔ جس کا نتیجہ ہے کہ نمازیوں اور روزہ داروں کی بداَخلاقیوں سے متنفر ہو کر لوگ دین سے دور ہو جاتے ہیں۔ اس لیے روزے کے تمام مقاصد کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔

www.rahimia.org

اداریہ

سیاست وقیادت کا صلہ آہنی زنجیریں یا جاگیریں؟

لیڈر جائیدادیں اور فیکٹریاں نہیں بناتے، بلکہ وہ قومیں اور معاشرے بناتے ہیں۔ کسی بھی قوم کی ترقی اور سربلندی میں قومی قیادت کا کردار بنیادی حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔ پس ماندہ اور زوال پذیر معاشروں کو اگر باکردار اور قومی سوچ رکھنے والی قیادت میسر آجائے تو ترقی اور خوش حالی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ جب کہ نااہل قیادت کے ہاتھوں ترقی یافتہ قوموں کی ناؤ بھی غرقِ آب ہوجایا کرتی ہے۔

ہمارے گرد و پیش بہت سی اقوام کی ترقی اِن کی بے مثال قیادت کی مرہونِ منت ہے۔ ان کی اَن تھک قربانیوں نے قوم کو اقوامِ عالم میں نہ صرف عزت واحترام کا مقام دلوایا ہے، بلکہ وہ بین الاقوامی فورمز پر اپنی ایک مضبوط رائے کی بھی مالک ہیں، اور دنیا کے فیصلے انھیں نظرانداز کرکے نہیں کیے جاسکتے۔ کسی بھی قوم کی حقیقی لیڈرشپ قوم کے افراد میں عزم وحوصلے کے ساتھ ساتھ ان کے دل و دماغ کی کیفیات اور محسوسات کو بھی بدل دیتی ہے۔ جس سے ان کے فکر و عمل کی ایک نئی دنیا وجود میں آجاتی ہے اور وہ ترقی و عمل کے ایسے نمونے قائم کرتی ہے، جسے دنیا اپنے لیے جادۂ راہ قرار دے دیتی ہے۔

ہمارے خطے کا ماضی اپنے دامن میں ایسی بے نظیر مثالیں رکھتا ہے کہ رہبرانِ قوم نے اپنے سارے اثاثے قوم کے لیے سیاست کی وادیٔ پُرخار کی نظر کردیے۔ ان کے جنازے اٹھے تو سوائے لباس، برتنوں اور معمولی ضروریاتِ زندگی کے ان کے نام کچھ نہ تھا۔ بس یہی کچھ ان کا کل اثاثۂ حیات تھا۔ جو جمع پونجی اور جائیداد ورثے میں ملی تھی، وہ بھی آزادی کی راہ میں ملک وقوم کے مستقبل پر قربان کردی۔ یعنی سیاست وقیادت کا یہ وہ عہد تھا جب سیاست کا صلہ آہنی زنجیریں تھیں۔ اُس عہد کی سیاست قربانی اور خدمت سے عبارت تھی۔ خاندانی لوگ اپنی جائیدادیں بیچ بیچ کر سیاست کیا کرتے تھے۔ قرآن نے بھی جہاں انبیاؑ کی مثالی قیادت کا ذکر کیا ہے، وہاں انبیائے کرامؑ نے بے غرضی اور قوم سے کسی قسم کے ذاتی فائدے کی توقع نہ رکھنے کا اعلان کیا ہے۔ چناں چہ ہر نبی نے اپنی قوم سے کہا: وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (26:109) (میں اپنی خدمتوں کا معاوضہ تم سے نہیں چاہتا، میری مزدوری اللہ کے ذمے ہے۔) یعنی میری حیثیت تاجر کی نہیں ہے کہ توقعات قوم سے وابستہ رکھوں، بلکہ داعی وقائد کی ہے۔ تبھی میرا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

لیکن ہمارے عہد کی سیاست سراسر تجارت بن کر رہ گئی ہے۔ قوم کے غم میں گھلنے والے رہنما دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتے ہیں۔ اثاثے بناتے ہیں۔ انھیں چھپاتے ہیں۔ ملک سے باہر منتقل کرتے ہیں۔ بچوں کے نام جائیدادیں کرواتے ہیں اور انھیں بھی وہیں بھیج دیتے ہیں، جہاں ان کی جائیدادیں غیرملکی بینکوں کی رہین ہوتی ہیں۔ ان کا سب کچھ باہر ہوتا ہے۔ یہ صرف خود حکومت کرنے کے لیے یہاں ہوتے ہیں۔ قوم کے ہر فرد کو ایک ووٹ کا حق ہوتا ہے۔ جب کہ انھیں بہ یک وقت کئی حلقوں سے انتخاب لڑنے کا حق ہوتا ہے۔ حکومت، اپوزیشن، دینی اور مذہبی جماعتوں کے سربراہ سب ہی مل کر یہ کاروبارِ سیاست کرتے ہیں۔ جب یہ دنیا سے جاتے ہیں تو اربوں کی جائیدادیں وراثت میں چھوڑ کر جاتے ہیں۔ قوم اور ملک کو غربت و افلاس اور قرضے وراثت میں دے جاتے ہیں۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ "ارتفاقات" کی بحث میں فرماتے ہیں:

"معاشرے کا وُجود بالکلیہ ایسے افراد سے پاک نہیں ہوتا، جن کا مقصود اجتماعی نظام کی خوبی اور یک جہتی کو درہم برہم کرنا ہوتا ہے۔ یہ لوگ ہر وقت موقع کی تاک اور گھات میں رہتے ہیں اور جہاں اور جب موقع ملے، دوسروں کا مال لوٹ کھسوٹ لیتے ہیں۔ اس چھین جھپٹ اور ڈاکو پن کے پسِ پشت حکومت پر قابض ہوکر اپنے ناجائز حوصلوں کی تکمیل کا مذموم جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ ایسے بدنیت، ہر قسم کے شرپسند عناصر کو تکمیلِ مقاصد کے لیے اپنا شریکِ کار بنالیتے ہیں۔ ایک بہترین سیاسی نظام کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت ایسے فتنہ سامان، شرانگیز عناصر کے خلاف برسرِپیکار رہے۔...اور تقرر کے وقت اس بات کا خاص خیال رکھے کہ عملے میں کسی ایسے شخص کو عہدہ نہ مل جائے کہ جسے مستقبل میں اپنی بدنیتی اور خیانت کے سبب برطرف کرنا مشکل ہوجائے۔ اکثر لوگ ذاتی اغراض کی بنا پر حکومت میں داخل ہوجاتے ہیں۔"

حضرت شاہ صاحبؒ کی عبارت میں یہ الفاظ ہمارے ملک کی آج کل کی صورتِ حال میں خصوصی توجہ کے مستحق ہیں کہ: "اس چھین جھپٹ اور ڈاکو پن کے پسِ پشت حکومت پر قابض ہوکر اپنے ناجائز حوصلوں کی تکمیل کا مذموم جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ ایسے بدنیت، ہر قسم کے شرپسند عناصر کو تکمیلِ مقاصد کے لیے اپنا شریکِ کار بنالیتے ہیں۔"

ہمارے حکمرانوں نے اپنے مذموم مقاصد اور لوٹ کھسوٹ کے لیے ملک کی بیش تر سیاسی اور مذہبی شخصیات کو اپنا "شریکِ کار" بنا رکھا ہے۔ اور خصوصاً ایک مذہبی دھڑے کے سربراہ جس طرح آستینیں چڑھا کر سرتاپا کرپشن میں غرق ایک سرمایہ دار خاندان کے دفاع میں سرگرم ہیں، وہ اس عہد میں مذہب کے نام پر آلۂ کار سیاست کی شرم ناک مثال ہے۔ گو کہ وہ اپنے اس فن میں طاق ہیں۔ اس سے قبل بھی وہ حکمران جوڑے کے دفاع میں اپنے جوہر دکھا چکے ہیں۔ وہ کمالِ مہارت سے سیاسی بیانات دیتے رہے ہیں، جس میں وہ حکومتوں پر تنقید بھی کرتے تھے اور حکومت کا حصہ بھی رہتے تھے، لیکن اب کی بار وہ "تکلف برطرف" رکھتے ہوئے اپنی وفاداری کو پورے "اخلاص" کے ساتھ نباہ رہے ہیں۔

کہاں تحریکِ آزادی کے دور کی سیاست کہ رہنما زنجیروں میں جکڑے ہوئے پابجولاں فرنگی سامراج کے سامنے اپنے ملک اور قوم کا دفاع کرتے تھے اور کہاں آج کی سیاست، کہ دینی تشخص کی حامل جماعتیں جاگیروں اور سرمایوں کے حامل خاندانوں کے دفاع پر اپنے آپ کو مامور کیے ہوئے ہیں۔ پالیمنٹ کے اندر اور باہر سیاست دانوں کے کاروبارِ سیاست پر آج بھی شورش مرحوم کا یہ طنز برمحل ہے۔ ع

میرے وطن کی سیاست کا حال مت پوچھو
گھری ہوئی ہے طوائف تماش بینوں میں

مدیر

www.rahimia.org

افضل ترین فرشتوں کے اجتماع (حظیرۃ القدس) کا کردار

مترجم: مفتی عبدالخالق آزادرائے پوری

{حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ برعظیم پاک و ہند کی عظیم ترین شخصیت ہیں۔ انھوں نے اٹھارہویں صدی عیسوی میں انقلابی افکار اور تعلیمات انسانیت کے سامنے پیش کیے ہیں۔ انھوں نے اپنی کتابوں میں بلند پایہ افکارِ عالیہ قلم بند کیے۔ یوں دوسرے ہجری ہزارے میں دین حق کی سچی تعلیمات پر مبنی اللہ کی حجت و برہان کو بڑے واضح دلائل کے ساتھ بیان فرمایا۔ اُن کے بیان فرمودہ افکارِ عالیہ آج بھی اپنے اندر تازگی رکھتے ہیں۔ یہ افکارِ عالیہ نئی سیاسی، سماجی اور معاشی تشکیل کے لیے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ نیز شریعت و طریقت کی رہنمائی پر مبنی جامع تعلیمات پر مبنی ہیں۔ مترجم}

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ "حُجَۃ اللّٰہ البالغہ" میں تحریر فرماتے ہیں:

3۔ (ملاءِ اعلیٰ کے مقرب فرشتوں اور لوگوں کا تیسرا کام یہ ہے:)

(حظیرۃُ القدس): "ملاءِ اعلیٰ کے افضل ترین فرشتوں اور انسانی روحوں کے انوارات کا اجتماع اُس روح (اعظم) کے اِردگرد ہوتا ہے، جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: "اس کے بہت سے چہرے اور بہت سی زبانیں ہیں۔" (الدّرّ المنثور، ج:4، ص:200) اس طرح ان کے انوارات باہم ایک دوسرے میں داخل ہوکر (یک جان) ہوجاتے ہیں اور ایک جسمِ واحد (نورانی وجود) کی شکل اختیار کرلیتے ہیں۔ (ملاءِ اعلیٰ کے) اس اجتماع کو "حظیرۃ القدس" کہا جاتا ہے۔

(حظیرۃ القدس کے فیصلے اور کام درجِ ذیل ہیں:)

بسا اوقات "حظیرۃ القدس" (کے اس اجتماع) میں انسانیت کو معاشی مصیبتوں اور اُخروی تکلیفوں سے نجات دلانے کے فیصلے پر اتفاق اور اجماع ہوجاتا ہے۔

(اور درجِ ذیل طریقۂ کار کے مطابق اس فیصلے پر عمل درآمد کیا جاتا ہے:)

1۔ **(پیغمبر کا انتخاب):** اُس زمانے میں اللہ کی مخلوق میں سب سے پاکیزہ ترین فرد (پیغمبر کے کمالات) کی تکمیل کی جاتی ہے۔ یوں پوری انسانیت میں اُن کے احکامات کا نظام جاری کردیا جاتا ہے۔

2۔ **(منظم جماعت کی تشکیل):** اس فیصلے کے مطابق یہ فرشتے بلند استعداد رکھنے والے انسانوں کے دلوں میں خیالات ڈالتے ہیں کہ وہ اُس (پیغمبر) کی اتباع کریں اور ایسی بہترین جماعت بن کر کام کریں، جو کل انسانیت کی بھلائی کے لیے کام کرے۔

3۔ **(انسانی فلاح و بہبود کے علوم):** اُس پاکیزہ ترین انسان (پیغمبر) کے قلب میں (حظیرۃ القدس سے) وحی، خواب یا غیبی آواز کے ذریعے سے ایسے علوم نازل ہوتے ہیں، جو انسانوں کی فلاح و بہبود اور اُن کی ہدایت کا ذریعہ بنتے ہیں۔ (پھر قیامت میں حظیرۃ القدس میں موجود صورتِ علمیہ کی تجلی (التفہیمات الالٰہیہ)) اس فرد (پیغمبر) کے سامنے ظاہر ہوگی اور اُس سے براہِ راست گفتگو کرے گی۔

4۔ **(نبی سے محبت رکھنے والوں کی نصرت):** (حظیرۃ القدس کا) یہ اجتماع اُس (پیغمبر) کے ساتھ محبت رکھنے والوں کی مدد کرتا ہے اور خیر کے تمام کاموں کو اُن کے قریب تر کرتا رہتا ہے۔

6۔ **(مخالفین پر لعنت):** وہ لوگ جو اللہ کے اس فیصلے میں رُکاوٹ بنتے ہیں، اُن پر لعنت کرتا ہے اور انھیں ہر طرح کی اذیتوں اور تکلیفوں کے قریب کرتا ہے۔

(حظیرۃ القدس کا یہ کردار) نبوت کے اصولوں میں سے ایک بنیادی اساسی اصول ہے۔ اس فیصلے کو ہی (قرآن میں) "روح القدس کی تائید" (وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ 2:87۔ ہم نے مقدس روح سے ان کی تائید کی) کہا جاتا ہے۔ اس اجماعی فیصلے کی ایسی برکات نازل ہوتی ہیں، جو عام حالات میں ممکن نہیں ہوتیں۔ انھی کو (انبیاؑ کے) "معجزات" کہا جاتا ہے۔" (حُجَۃ اللّٰہ البالغہ، ج:1، باب ذکر الملاء الأعلیٰ)

مترجم عرض کرتا ہے کہ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اپنی کتاب "التفہیمات الالٰہیہ" میں "حظیرۃ القدس" کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"عالمِ مثال میں حظیرۃ القدس اُس تجلیٔ الٰہی کا نام ہے، جس کے اردگرد ملاءِ اعلیٰ کے فرشتے اور کامل انسانوں کے نفوس کھنچ کر جمع ہوجاتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسا کہ لوہا مقناطیس کی طرف کھنچتا ہے۔" (تفہیماتِ الٰہیہ۔ تفہیم 78۔ ص:325۔ ج1۔ مطبوعہ: حیدرآباد)

شاہ صاحبؒ اپنی کتاب "سطعات" میں اسے ایک مثال سے سمجھاتے ہیں کہ:

"حظیرۃ القدس کی عالمِ محسوسات میں بہترین مثال اُس شعاع سے دی جاسکتی ہے، جس کے چاروں طرف چمک دار یاقوت ہو، یا ایسا چراغ، جو شیشے کے طاقچے میں رکھا ہوا ہو۔ حظیرۃ القدس میں موجود فرشتے اور افراد اگرچہ اپنے ربّ کے قرب اور افضلیت کے اعتبار سے مختلف مرتبوں کے حامل ہوتے ہیں، لیکن خارجی طور پر وہ ایسے ایک واحد جسم کی صورت دکھائی دیتے ہیں، جیسے یاقوت کی شعاع اور شیشے کے اندر سے چراغ کی روشنی ایک متصل نورانی جسم کی صورت نظر آتی ہے۔" (سطعہ 28، ص:42، طبع: حیدرآباد، سندھ)

علامہ آلوسیؒ نے "تفسیر روح المعانی" میں روحِ اعظم کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ: "روح' اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے۔ وہ انسانوں کو آدم علیہ السلام کی شکل و صورت دیتی ہے۔ آسمان سے کوئی فرشتہ ایسا نہیں اُترتا، مگر اُس کے ساتھ ایک روح ہوتی ہے۔" پھر انھوں نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی: یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۭ (38:78۔ اُس دن روح اور اس کے ساتھ فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے۔)

حضرت عطا بن رباحؒ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ:

"روح ایک نورانی مخلوق ہے، جس کے دس ہزار پَر ہیں۔ اُس کے دو پروں کا درمیانی فاصلہ مشرق و مغرب کے مابین فاصلے کے برابر ہے۔ اُس کے ہزار چہرے ہیں اور ہر چہرے پر ایک زبان، دو آنکھیں اور دو ہونٹ ہیں۔ اور وہ ان کے ذریعے سے قیامت کے دن تک اللہ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں۔"

(روح المعانی، شیخ محمود آلوسی بغدادیؒ، ج:15، ص:193، طبع: بیروت)

www.rahimia.org

شوق اور تربیت

ڈاکٹر عبدالرحمٰن راؤ، لاہور

تعلیمی و تربیتی مراحل سے خود کو گزارنا ایک مشکل اور صبر آزما عمل ہے۔ شاذ و نادر ہی کوئی طالبِ علم اس مرحلے کو شوق و رغبت سے عبور کرتا ہے۔ بیش تر طلبا محنت سے جی چُراتے اور طبیعت پر جبر کر کے ہی یہ وقت گزارتے ہیں۔ اساتذہ کے لیے یہ ایک آزمائش ہوتی ہے کہ وہ اپنے طلبا میں تعلیمی دلچسپی کو کیسے برقرار رکھیں۔ جدید تعلیمی تصورات کے مطابق اگر ایک طالبِ علم کے طبعی رُجحان کا جائزہ لے کر اس کی صلاحیتوں کو اس کے پسندیدہ میدان میں پنپنے کا موقع دیا جائے تو اس کی دلچسپی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور اپنے شعبے میں صلاحیتوں کو جلا بخشنے کا رُجحان پیدا ہوتا ہے۔ اسی لیے دنیا کے بہترین نظام ہائے تعلیم میں، ابتدائی تعلیم کے دوران ہی ذہنی رُجحانات کا جائزہ لیا جاتا ہے اور ایک طالبِ علم کی دلچسپی کے شعبوں میں آگے بڑھنے کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔

بدقسمتی سے ہمارا مروّجہ نظامِ تعلیم و تربیت اس خوبی سے یکسر محروم ہے۔ طالبِ علم کو پڑھانے کا ایک ہی طریقہ رائج الوقت ہے اور وہ خوف اور دباؤ کا طریقہ ہے۔ پڑھنے کا عمل محض اسی وقت تک ہوتا ہے، جب تک طالبِ علم اس خوف یا دباؤ کا شکار رہتا ہے۔ استاد کی ناراضگی کا خوف، امتحان میں ناکامی کا خوف، دوسروں کے مذاق کا نشانہ بننے کا خوف، زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جانے کا خوف، تعلیم پر خرچ کیے جانے والے وسائل کے ضائع ہونے کا خوف۔ ہر طالبِ علم اسی دباؤ اور خوف کے تحت تربیت پاتا ہے۔ چناں چہ خوف اور دباؤ کے تحت حاصل کیا گیا علم بھی سطحی درجے کا رہتا ہے اور اپنے شعبے میں گرفت بھی ادھوری رہتی ہے۔ تخلیقی بنیادوں پر درست تجزیہ کرنے اور حکمتِ عملی تشکیل دینے کی صلاحیت تو سِرے سے ہی مفقود نظر آتی ہے۔

ایک صوفی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ''وہ جمع نہیں کرتا، طمع نہیں کرتا اور منع نہیں کرتا۔'' ڈانٹ ڈپٹ کرنے، سخت سست کہنے یا مار پیٹ کے بغیر تربیت کا عمل کیسے ہوسکتا ہے۔ اس کا تصور مروّجہ تعلیمی نظام میں تو محال ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ خانقاہی نظامِ تربیت میں ایک طالبِ علم کی تربیت اسی طرح سے ہوتی ہے کہ اس کے جذبۂ شوق کو ابھارا جاتا ہے۔ اس کے مزاج، طبعی اُفتاد اور دلچسپی کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے۔ نیت کو درست کرنے اور صدقِ دل سے عمل کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ بلکہ ہر ایسا عمل جس کے پیچھے قلبی جذبات کارفرما نہ ہوں، اسے منافقت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان قلبی جذبات میں اتنی وسعت اور گہرائی پیدا ہوتی ہے کہ یہ شوق اور دلچسپی عشق کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ اس خانقاہی تربیتی نظام میں رمضان کے مہینے کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس مہینے کے اعمال و اذکار اور تلاوتِ قرآن ذوقِ عمل کو بیدار کرنے اور شوق پیدا کرنے میں اکسیر کا کام کرتے ہیں۔ (بقیہ صفحہ 9 پر)

رمضان المبارک کے دوران مہنگائی کے عوامل

محمد کاشف شریف، راولپنڈی

رمضان المبارک اور عید کا موقع ہماری روزمرہ زندگی کی ہیئت بدل دیتا ہے۔ نہ صرف پاکستان، بلکہ پوری دنیا میں وہ علاقے جہاں مسلمانوں کی قدرے اکثریت ہے، معاشی سرگرمیوں کے حوالے سے یکسر مختلف منظرکشی کرنے لگتے ہیں۔ عمومی تأثر یہ ہے کہ رمضان میں خریداری کا عمل تیز تر ہو جاتا ہے اور لوگ خرچ کرنے کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس دوران عمومی گرانی کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے اور عوام اس دباؤ کی شدت کو محسوس کرتے ہیں۔

سرمایہ دارانہ نظام میں اشیا کی قیمتوں کا تعین اُن کی طلب اور رسد کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ اگر کسی چیز کی طلب زیادہ اور رسد کم ہو تو اُس کی قیمت میں اضافہ ناگزیر ہو جاتا ہے اور اضافے کا محرک عرفِ عام میں مارکیٹ یا Market Forces ہوتی ہیں۔ اصولاً اس میں حکومتیں کم دخل دیتی ہیں۔ سرمایہ داری فلسفے کے مطابق اس عمل سے پیداواری اور تجارتی عمل میں اضافہ ہوتا ہے اور نئے عاملین پیدائش میدان میں آ کر اُس طلب کے ماحول میں موجود تناؤ کو اضافی پیداوار سے کم کرتے ہیں۔ لیکن ہر سال ہمارے تجزیے میں یہ آتا ہے کہ پاکستان میں تو طلب و رسد کی اس منطق کا فائدہ اٹھا کر اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں ہوش رُبا اضافہ کر دیا جاتا ہے، لیکن سرمایہ داریت کے علَم بردار ممالک 'بالخصوص یورپ اور امریکا میں مسلمانوں کے لیے خصوصی رعایت کی جاتی ہے اور بڑے بڑے سٹورز وہاں سستی اشیائے صَرف اور رمضان و عید کے تناظر میں انعامی سکیمیں متعارف کرواتے ہوئے نظر آتے ہیں، جو مندرجہ بالا اصولِ طلب و رسد کی خلاف ورزی لگتی ہے۔

دراصل وہاں اشیا کی طلب میں کمی اس قسم کی اسکیموں کی وجہ بنتی ہے۔ اسٹیٹ بنک کی تحقیق کے مطابق اس دوران اشیائے صَرف کی مجموعی قیمتوں میں اضافہ نہیں ہوتا۔ صرف مخصوص اشیا، جن کی طلب میں اضافہ ہونے کا امکان ہو، انھیں ذخیرہ اندوزی کر کے مصنوعی طور پر مہنگا کر دیا جاتا ہے اور اس غیر قانونی و غیر اَخلاقی عمل میں ہمیشہ کی طرح حکومتی عمال و نمائندے پیش پیش ہوتے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق رمضان کے دوران مجموعی پیداوار میں بھی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ ایسے کام جو براہِ راست جسمانی مشقت سے تعلق رکھتے ہیں، جیسے تعمیرات، ترقیاتی کام، کان کنی وغیرہ، اُن میں خاطر خواہ کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ دفاتر میں کام کے اوقاتِ کار میں کمی بھی اس میں مزید اضافہ کرتی ہے۔ درجِ بالا کام ایسے ہیں، جن کا معیشت میں بڑا حصہ ہوتا ہے۔ پیداواری عمل میں اس کمی کی وجہ سے عید کے بعد گرانی میں اضافہ ریکارڈ کیا جاتا ہے۔ ایسے موقع پر حکومتی نااہلی پر سوال اٹھایا جائے تو Market Forces کو موردِ الزام ٹھہرایا جاتا ہے اور بعد میں اگر انھی Market Forces کی بدولت صورتِ حال میں بہتری آ جائے تو وہ حکومتی کارنامہ بن جاتا ہے۔ مندرجہ بالا امور میں ہمیں ہر چیز نظر آتی ہے سوائے حکومتی عمل دخل کے، کیوں کہ جہاں مالی فائدہ پیشِ نظر ہو، وہاں سرمایہ داری کے ''سنہری'' اصول کام آ جاتے ہیں، ورنہ انسانی ہمدردی۔

www.rahimia.org

مجالس؛ افاداتِ علم و حکمت

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور کے قیام سے ہی یہ روایت موجود رہی ہے کہ نمازِ جمعہ کے بعد حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ کے ساتھ احباب کی استفادہ نشست ہوتی ہے۔ ان افادات کو شائع کر کے ہم ماہ نامہ رحیمیہ کے تمام قارئین کو اس استفادہ نشست میں شامل کر رہے ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ اس سلسلے میں ادارہ کو اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ (مدیر)

مجلس: 6رمئی 2016ء - مقام: ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ، لاہور

سوال: میڈیا پر آج کل آف شور کمپنیوں کے حوالے سے بہت شور مچا ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے کئی ممالک کے اندر ایک ہلچل سی بھی ہے۔ آخر ان آف شور کمپنیز کی حقیقت کیا ہے؟

حضرت اقدس: دنیا بھر کا میڈیا اپنے بہت سے سیاسی اور معاشی مقاصد کے لیے ایسے ایشوز کو استعمال میں لاتا رہتا ہے۔ یہ لوگ وقتی طور پر کسی ایک معاملے کو اچھالتے ہیں اور کسی دوسرے کو دبا دیتے ہیں۔ اس تناظر میں ہمیں ان بحثوں میں نہیں پڑنا چاہیے۔ اس کے بجائے آف شور کمپنیوں کے اس ایشو کو سامنے رکھتے ہوئے سرمایہ داری نظام کی خرابیوں کو سمجھنا چاہیے۔ اس کے نتیجے میں انسانیت کی تباہی و بربادی اور سرمایہ داری نظام کے گندے کپڑے سرِ عام دھلنے کا جو منظر نامہ سامنے آیا ہے، اسے جاننا چاہیے۔

دیکھئے! معاشی نظام کے حوالے سے یہ بات اصولی ہے کہ کسی قوم کے جتنے بھی وسائل معاش ہوتے ہیں، انھیں سوسائٹی کی مجموعی فلاح و بہبود کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اس پر دنیا بھر کے تمام عقلا متفق ہیں۔ ادھر معاملہ یہ ہے کہ سرمایہ داری نظام ملکوں اور قوموں کے وسائل معاش پر ایک مخصوص طبقے کا تسلط قائم کرتا ہے۔ یہ نظام اجتماعی فلاح و بہبود کے لیے قابض طبقے پر ٹیکسیشن کے نظام قائم کرنے کا دعویٰ کرتا ہے، لیکن اسی نظام میں ٹیکس چوری کرنے کے طریقے پیدا کیے جاتے ہیں۔ ایک طرف یہ نظام وسائل کی انفرادی ملکیت کو جائز سمجھتا ہے، جب کہ دوسری طرف قبضہ کیے ہوئے معاشی وسائل کی ملکیت چھپانے اور ٹیکس نیٹ سے بھاگنے کے طور طریقوں کو قانونی شکل دی جاتی ہے۔ اس کے لیے جہاں ملکی سطح پر ٹیکس نہ دینے کے لیے جعلی ملکیتوں کے ذریعے سرمایہ داری طبقے کو تحفظ دیا جاتا ہے، وہیں دور دراز کے ساحلوں اور سمندروں میں عالمی سرمائے کے تحفظ کے لیے چھوٹے جزیروں اور ممالک کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ اور آف شور کمپنیاں بنا کر ملکوں کے قومی سرمائے کی لوٹ کھسوٹ کا سلسلہ جاری رکھا جاتا ہے۔

سرمایہ داری نظام میں سرمائے کی تشکیل اور اس کی ترسیل کے لیے کمپنی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ سرمایہ داری نظام میں ہر ایک کمپنی ایک قانونی شخص (Legal Person) قرار دی جاتی ہے۔ سرمایہ داری نظام میں آف شور کمپنی ہو یا دوسری کوئی کمپنی، ہر ایک قانونی شخص کے طور پر رجسٹرڈ ہوتی ہے۔ یعنی کمپنی بنانے والے افراد کے ذاتی تشخص سے ہٹ کر کمپنی کا ٹائٹل اور نام اپنا ایک قانونی تشخص رکھتا ہے۔ تمام لین دین اور معاملات کمپنی کے قانونی شخص سے کیے جاتے ہیں۔ اس کے بنانے اور چلانے والے ذاتی شخصیت کے طور پر ذمہ دار نہیں ہوتے۔ گویا کمپنی بنانے والے افراد کمپنی کا قانونی شخص (Legal Person) تخلیق کرنے کے بعد خود اس کے دائرے سے باہر نکل جاتے ہیں۔ یہیں سے سرمایہ داری نظام کا غیر فطری ہونا واضح ہو جاتا ہے کہ انسانی اشخاص سے ہٹ کر کمپنی کے ٹائٹل کو ایک مستقل قانونی انسان مان لیا گیا ہے، جو کہ زمینی حقائق کے قطعی منافی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کمپنی کے نام پر عوام کی بچتوں کو سرمائے کے طور پر اکٹھا کیا جاتا ہے۔ کمپنیاں بنانے والے اس عوامی سرمائے کو ذاتی طور پر نکال لیتے ہیں اور حیلوں بہانوں سے کمپنی کے اس قانونی شخص کو دیوالیہ قرار دلوا دیتے ہیں اور خود اس سرمائے کو دوسری کمپنیوں یا دوسرے ملکوں میں آف شور کمپنیوں کے لیے استعمال کر لیتے ہیں۔ اس طرح عوامی سرمائے کو لوٹ کر کمپنیوں کے مالکان امیر سے امیر تر ہوتے رہتے ہیں اور کمپنیوں کے قانونی اشخاص ہر گزرتے دن کے ساتھ دیوالیہ ہوتے رہتے ہیں۔ اس طرح سے اُن کمپنیوں کے نام پر لیے گئے قرضے معاف کراتے اور عوامی سرمائے کو لوٹتے ہیں۔

سرمایہ داری نظام میں کمپنی کے قانونی تشخص پیدا ہو جانے کے نتیجے میں مالکان کے نام سامنے نہیں آتے اور کمپنی کے نام پر مالکان مفادات اٹھاتے رہتے ہیں۔ یہی تصور عالمی سرمائے کے مفادات کے لیے آف شور کمپنیوں کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ سرمائے کی عالمی لوٹ کھسوٹ کے لیے عالمی سرمایہ داری نظام کے چیمپین امریکا کے زیرِ سایہ قائم ملک پانامہ کے ساحلوں پر اس طرح کی کمپنیاں لوٹ کھسوٹ کی عالمی مثال پیش کرتی ہیں۔ چناں چہ وہاں کے قانون کے مطابق آف شور کمپنیوں سے فائدہ اٹھانے والوں (beneficiaries) کے نام سِرے سے چھپا لیے جاتے ہیں۔ یہ آف شور کمپنیاں ٹیکس چوری کا کام بھی کرتی ہیں۔ ان کے لیے قانون کی رکھوالی لاء فرمیں ٹیکس چوری کے طریقے بتلاتی ہیں۔ چناں چہ پانامہ لیکس بھی دراصل ایک قانونی فرم کے ڈیٹا کی لیکس پر مشتمل ہے۔ انھوں نے ٹیکس چوری کے لیے وکلا کی خدمات حاصل کی ہوئی ہیں اور یہ صرف پانامہ ہی میں نہیں، بلکہ ہر سرمایہ دار ملک کے معاشی سسٹم میں وکلا ٹیکس چوری کے قانونی طریقے بتلاتے ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام میں مالیاتی آمد و خرچ کا ایک کھاتہ اصلی ہوتا ہے، جب کہ دوسرا کھاتہ جعلی اور نقلی ہوتا ہے۔ اس طرح یہاں بھی تو ٹیکس چوری ہوتی ہے۔ انھی لوگوں نے ٹیکس چوری کا ایک بڑا مرکز پانامہ کے اندر بنا دیا کہ جو دنیا بھر کے بڑے بڑے مگرمچھ ہیں، وہ اپنے مفادات کے لیے وہاں پیسے جمع کریں۔

دیکھنا یہ ہے کہ کمپنیوں کا یہ غلط قانون اور ٹیکسیشن کا یہ سامراجی نظام، سرمایہ داری نظام کے تضادات اور ناکامی کو واضح کرتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ معاشی طور پر ایک ڈسپلن قائم کرنے میں بُری طرح ناکام ہو چکا ہے۔ پانامہ لیکس سرمایہ داری نظام کی ناکارگی، فرسودگی، ٹیکسیشن سسٹم میں تضادات کو واضح کرتی ہے۔ اس طرح یہ غیر منطقی، غیر فطری اور غیر انسانی نظام انسانیت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔ اس تناظر میں انسانی بنیادوں پر معاشی سسٹم قائم کرنے کی ضرورت اُجاگر ہوتی ہے۔

www.rahimia.org

خطبات و بیانات

افادات: حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ
جانشین حضرت رائے پوری رابعؒ ومسند نشین خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے یکم رمضان المبارک 1436ھ/ 19 / جون 2015ء کو ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ لاہور میں نمازِ جمعہ کے شرکا سے خطاب فرمایا، جس کے چند اہم اقتباسات درج ذیل ہیں:

رمضان المبارک جدوجہد کا مہینہ ہے

''معزز دوستو! آج کا دن انتہائی مبارک ہے۔ جمعۃ المبارک کا دن بھی ہے اور رمضان المبارک کا پہلا دن بھی ہے۔ اللہ کی رحمتیں ہماری طرف متوجہ ہیں۔ ان رحمتوں سے فیض یاب ہونا اور ان رحمتوں کے سائے میں اپنے فکر اور نظریے کو درست کرنا بہت ہی اعلیٰ درجے کی بات ہے۔ رمضان المبارک کا موسم مسلمان جماعت کے نظریے اور فکر کے فروغ کا ایک ایسا لاجواب موسم ہے، جس میں افکار ونظریات نشو ونما پاتے ہیں۔ اعمال اور کردار کی مزید کونپلیں اور شاخیں پھوٹتی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم پر رمضان کے روزے فرض کیے ہیں۔ اور اس فرضیت کا بنیادی مقصد خود اللہ ربّ العزت نے واضح کیا ہے کہ: ''ہم نے تم پر روزے اس لیے فرض کیے ہیں، تاکہ تمھارے اندر تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا ہو جائے۔''

رمضان المبارک کے برکت والے اس مہینے میں تقویٰ کے حصول کا صحیح طریقۂ کار نبی اکرم ﷺ کی سنت، آپؐ کے طریقۂ کار سے سمجھ میں آئے گا کہ رمضان المبارک سن 2 ہجری میں فرض ہوا اور آخری رمضان جو حضور اقدسؐ نے گزارا ہے، وہ 9 ہجری کا ہے۔ کل آٹھ رمضان المبارک آپؐ کی زندگی میں گزرے ہیں۔ اگر ہم سیرت اور سوانح کی تمام کتابوں کا مطالعہ کریں تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ان آٹھوں رمضانوں میں کم و بیش آپؐ کو مجاہدات کے مراحل سے گزرنا پڑا۔

ان میں چھ رمضان ایسے ہیں، جن کا تعلق براہِ راست غزوات سے ہے۔ پہلے رمضان المبارک کے متعلق تو آپ سب جانتے ہیں کہ غزوۂ بدر 17 رمضان 2 ہجری کو ہوا ہے۔ اس غزوے سے آپؐ واپس تشریف لاتے ہیں تو رمضان ختم کے قریب ہے۔ غزوۂ بدر کی اس فتح کی خوشی اور رمضان المبارک کے اس کامیاب مجاہدے کے اعزاز میں ہی عیدالفطر کا جشن منایا جاتا ہے۔ گویا کہ پورا رمضان جدوجہد میں گزرا ہے۔ دوسرا رمضان غزوۂ اُحد کی تیاریوں میں، تیسرا اور چوتھا رمضان غزوۂ احزاب سے پہلے اور بعد کے مراحل میں۔ پہلے ماہِ رمضان کا آغاز اگر قومی فتح یعنی بدر کے مرحلے سے ہوتا ہے تو آخری رمضان میں آپؐ نے مکہ فتح کیا ہے۔ تو مکہ مکرمہ بھی رمضان المبارک ہی میں فتح ہوا۔ یعنی پورے حجاز پر آپؐ کی حکمرانی کی تکمیل بھی اسی مہینے میں ہوئی۔''

رمضان المبارک تجلیات وانوارات کا مہینہ ہے

حضرت اقدس رائے پوری مدظلہٗ نے خطاب کرتے ہوئے مزید فرمایا:

''حضرت سلمان فارسیؓ نے حضور ﷺ کا خطاب نقل فرمایا ہے کہ: ''اے لوگو! تم پر شھرٌ عظیمٌ یعنی ایک عظمت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے۔'' رمضان المبارک کا مہینہ شعائر اللہ میں سے ایک ہے۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ: ''اس مہینے میں خاص طور پر عالمِ ملکوت کا رُخ اس کرۂ ارض پر انسانی قلوب کی طرف ہو جاتا ہے۔ ملاءِ اعلیٰ کی تجلیات وانوارات اس مہینے میں مسلسل انسانی دلوں پر نازل ہوتی ہیں۔''

دل کا تقویٰ، دل کا ادب، دل کی تعلیم وتربیت سمجھی ہوتی ہے، جب دل میں کسی ایسی چیز کی عظمت پیدا ہو، جو اللہ کی یاد دلاتی ہے۔ انھیں ہی شعائر کہا جاتا ہے۔ جس کے دل میں روزے کا ادب نہیں، وہ روزے سے کچھ نہیں سیکھ سکتا۔ تقویٰ پیدا نہیں کرسکتا۔ روزے کا ادب ہوگا تو تقویٰ آئے گا۔ پرہیزگاری پیدا ہوگی۔ ''تقویٰ القلوب'' دلوں کا تقویٰ ہوگا۔ یاد رکھو! ہر دن کے روزے کا اپنا ایک مثالی وجود ہے۔ انسان جب روزے کو عظمت، محبت اور چاہت کے ساتھ رکھتا ہے تو وہ انسان کی روح کے ساتھ چسپاں اور اس میں جذب ہو جاتا ہے۔ اس لیے یہ روزہ قبر اور حشر میں بھی اُس روح کے ساتھ چسپاں رہتے ہوئے ہوئے اللہ کے سامنے گواہی دے گا۔ اس لیے عظمت، محبت، چاہت اور ادب واحترام کے ساتھ روزہ رکھنے کو اپنی عادت بنانا ہی کامیابی ہے۔

دوسری بات حضور ﷺ نے ارشاد فرمائی: ''یہ شھرٌ مبارکٌ یعنی برکت والا مہینہ ہے۔'' امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے نزدیک: ''برکت کی حقیقت یہ ہے کہ ملاءِ اعلیٰ کے فرشتوں اور مقربین کی دعائیں اور ان کی رضامندی کی حالت کسی انسان کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اور انسان کی روح کے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہے تو مادی اسباب میں فراخی کی حالت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے انسان کے کام زیادہ بہتر اور تیز رفتاری سے سرانجام پانے لگتے ہیں۔'' (تاویل الاحادیث) رمضان المبارک کے مہینے میں ملاءِ اعلیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کی حالت سچے اور مخلص روزہ داروں کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اس سے ان کے کاموں میں برکت پیدا ہوتی ہے اور انھیں ترقیات نصیب ہوتی ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بات ارشاد فرمائی کہ یہ ایسا مہینہ ہے جس کی ایک رات (لیلۃُ القدر) ایک ہزار مہینوں کے برابر ہے، یعنی وہ لمحہ جس میں اُس دور کے لیے ترقی کا جو پروگرام ملاءِ اعلیٰ نے تجویز کیا ہے، وہ اس ماہِ مبارک کے اندر آتا ہے۔ تاکہ اس پروگرام کے ساتھ لوگ وابستہ ہو کر اُس کے غلبے کے لیے اُس کے رنگ میں رنگ کر انسانیت کے لیے کردار ادا کریں۔ اسی طرح حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ''جس نے رمضان کی رات کا قیام ایمان کے نظریے اور اپنے محاسبے کے ساتھ کیا تو اس کے تمام اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔'' گویا یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ جس میں پورا دن روزہ رکھنے اور رات کو اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر قرآن حکیم کی تلاوت اور سماعت سے فیوضات وبرکات نازل ہوتے ہیں۔''

www.rahimia.org

رمضان المبارک رحمت
مغفرت اور جہنم سے نجات کا مہینہ

حضرت اقدس رائے پوری مدظلہٗ نے خطاب کرتے ہوئے مزید فرمایا:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ماہِ رمضان المبارک کے پہلے دس دن اللہ کی رحمتوں کے نزول کے ہیں۔ پہلے دس دن میں انسانی ارواح اللہ کی طرف کھنچتی ہیں، لیکن تبھی کھنچیں گی، جب زنگ آلود نہ ہوں۔ اگر روحیں زنگ آلود اور گناہوں کے غلاف میں لپٹی ہوئی ہوں تو رحمتوں کی بارشیں تو ہوتی ہیں، لیکن انسان ان سے فائدہ نہیں اٹھا پاتا۔ اگر دل واقعتاً کھنچ کر اللہ تعالیٰ کے حضور متوجہ رہے تو ضرور اگلے دس دن مغفرت کے ہوں گے۔ اور آخری دس دن دنیا اور آخرت کی جہنم سے نجات کے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگو! اس مہینے میں ان چار باتوں کو کثرت سے کرو: یعنی ذکر اللہ، مغفرت کی دعا، جنت کی طلب اور جہنم سے پناہ۔''

پہلی اللہ کا ذکر یعنی کلمہ طیبہ لاالٰہ الاّ اللہ اور اسم اللّٰہ کا ذکر کثرت سے کرو۔'' اتنا ذکر کرو، اتنا ذکر کرو کہ تمھاری رگوں میں ذکر رچ بس جائے۔ یہ نہیں کہ ذکر اللہ کو کوئی جبر اور مجبوری سمجھ کر پڑھا کرو، بلکہ یہ تمھاری روح کی عادت اور خصلت بن جائے۔

دوسری یہ کہ: اس مہینے میں کثرت سے توبہ اور استغفار کرو۔ اپنے گرد و پیش کے انفرادی اور اجتماعی اعمال سے معافی طلب کرو۔ جن گناہوں کی وجہ سے عذابِ الٰہی میں مبتلا ہیں، ان سے بچنے کا عزم اور ارادہ کرو اور اُن سے علاحدگی اختیار کرنے اور ندامت اور توبہ کے جذبے کے ساتھ استغفار کو کثرت سے کرو۔

تیسری بات کہ: اس مہینے میں اللہ سے دنیا کی فلاح اور آخرت کی جنت مانگو۔ اعلیٰ اَخلاق، سچ بولنے، عدل و انصاف اور انسانوں کی خیر خواہی اور انسانوں کی بھلائی کا نظام قائم کرنے سے دنیا جنت بنتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے آخرت کی جنت بھی مانگو کہ انھی اعلیٰ اَخلاق اور اعمال کے نتیجے میں آخرت کی جنت بھی ملے گی۔ گویا کہ نظریہ درست کرو اور رمضان کے مہینے میں دنیا کو جنت بنانے کے طریقے سیکھو۔ کون سے اَخلاق اپنانے سے دنیا جنت بنتی ہے؟ ظاہر ہے ایک دو یا چار پانچ دس آدمیوں کے اچھے اَخلاق ہونے سے دنیا جنت نہیں بنتی۔ دنیا جنت بنتی ہے سوسائٹی اور اجتماع کے اَخلاق درست ہونے سے۔ اور اجتماع کے اَخلاق بغیر نظام کی درستگی کے درست نہیں ہوتے۔ یہ ایسا مسلمہ قاعدہ اور ضابطہ ہے کہ کوئی ذی ہوش آدمی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ دنیا جنت تبھی بنے گی کہ جب تمام سماجی معاہدات خواہ وہ فرد کے فرد کے ساتھ ہوں، قوم کے قوم کے ساتھ، خاندان کے خاندان کے ساتھ، پارٹیوں کے پارٹیوں کے ساتھ ہوں یا ملکوں کے ملکوں کے ساتھ ہوں، تمام اعلیٰ اقدار و اَخلاق کی بنیاد پر قائم ہوں۔ ان کا نظام بن جائے تو دنیا جنت ہے۔

چوتھی بات یہ کہ جہنم سے پناہ مانگو۔ دنیا کے جہنم بن جانے سے بھی پناہ مانگو۔ اس کی مزاحمت کرو۔ اس کے مقابلے پر ڈٹ جاؤ۔ جہنم بنانے والے لوگوں، بداَخلاقی اور غلط نظام کے ذریعے سے انسانوں کے لیے دنیا کو جہنم بنانے والوں کی مزاحمت کرو۔ اور آخرت کی جہنم سے بھی بچو۔''

ادارہ رحیمیہ میں
اجتماعِ رمضان کے مقاصد

حضرت مدظلہٗ نے خطاب کرتے ہوئے اجتماعِ رمضان کے شرکا کے حوالے سے فرمایا:

''ہم جو یہاں رمضان گزارنے آئے ہیں، ہمیں اپنی یہ عادت بنا لینی چاہیے کہ اپنی اہم ضروریات کو پورا کرنے کے علاوہ ہمارے باقی تمام اوقات اس نظریے کے ساتھ بسر ہوں کہ کثرت سے ذکرُ اللہ کریں۔ کثرت سے توبہ اور استغفار کیا جائے۔ دنیا کو جنت بنانے کا طریقہ سیکھنے اور اس کے لیے دینی شعور بڑھانے، دنیا کو جہنم بنانے والے اعمال سے بچنے، آخرت کی جنت کے حصول اور آخرت میں جہنم سے بچنے کے طریقوں کو سوچنے، اس کے لیے عملی کردار کے جو تقاضے بنتے ہیں، ان کو سمجھنے کے لیے وقت خرچ کریں۔ یہ رمضان المبارک کے اعمال کا خلاصہ ہے۔ اگر صحیح نظریے اور سوچ کے ساتھ ان امور کو ہم کثرت سے کریں تو ماہِ رمضان کے یہ تیس دن ہم قیمتی بنا سکتے ہیں۔

روزے کا ادب ہمارے دل میں ہو۔ اس کی برکات جو اللہ کی طرف سے، اُس کے فرشتوں، اس کے سچے اولیاء اللہ کی طرف سے اس کرۂ ارض پر برس رہی ہیں، ان کو جذب کرنے کی صلاحیت و استعداد اللہ پاک ہمارے اندر پیدا کر دے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جہنم سے بچنے اور جنت کو حاصل کرنے کے لیے کردار ادا کرنے کے مواقع اور سوچ و فکر کو درست کرنے کے لیے ہم کردار ادا کریں۔

الحمدللہ! آپ کو تو یہ موقع بھی حاصل ہے کہ یہاں اس جگہ پر ہمارے رائے پوری سلسلے کے مشائخ کے فیوض و برکات بھی ہیں۔ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی دس بارہ سال کی جو آخری زندگی ہے، وہ اسی جگہ گزری ہے۔ انھوں نے یہاں بہت سے رمضان المبارک کے قیمتی اوقات گزارے ہیں۔ اگرچہ وہ دنیا سے چلے گئے، لیکن اُن کے روحانی فیوضات و برکات ہمارے درمیان موجود ہیں۔ اُن کے ذریعے سے تمام مشائخ کی جو برکات اور انعامات ادھر متوجہ ہیں، اس کی قدر کرنی چاہیے۔ یہاں غفلت کے ساتھ رسمی طور پر رہنا زیادہ نقصان کا باعث ہے۔

جو طریقۂ کار حضرت رائے پوری رابعؒ نے اپنی زندگی میں یہاں برقرار رکھا تھا، تراویح کے بعد تفسیری خلاصہ، اسی طرح باقی ذکر اذکار کے معمولات ہیں، سب نظریہ سیکھنے کا عمل ہیں۔ یہاں دینی موضوعات پر بات چیت اور گفتگو ہوتی ہے۔ اس سب کا ایک ہی مقصد ہے کہ دنیا کو جنت کیسے بنایا جائے اور دنیا کی جہنم سے کیسے بچا جائے۔ اور آخرت کی جنت کیسے حاصل کی جائے اور آخرت کی جہنم سے کیسے بچا جائے۔ اس لیے اب تک جو اپنی غفلت کی زندگی گزری ہے، جس میں ہم نے بغیر نظریے، فکر اور شعور کے زندگی بسر کی، اُس سے توبہ اور استغفار کریں۔ آئندہ کا عزم اور ارادہ کریں کہ ہم دین کے غلبے کے نظریے اور سوچ کے ساتھ آگے بڑھیں گے۔ ان تمام میں جو اصل توانائی بخش کام ہے، وہ اللہ کا ذکر ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ اس برکت والے مہینے کی عظمت، اس کی اہمیت اور اس میں وہ تمام پہلو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کیے ہیں، ان سب کو ہمیں سیکھنے کا موقع ملے۔''

www.rahimia.org

رفتارِ کار .... رپورٹ: شاہ زیب خان، لاہور

پنجاب یونیورسٹی لاہور اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے وائس چانسلرز سے

حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری کی ملاقات

مؤرخہ 7 مئی 2016ء کو حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں منعقدہ کتاب میلے میں تشریف لائے۔ جہاں انھوں نے سٹالز کا دورہ کیا اور اپنے تحقیقی و مطالعاتی ذوق کے مطابق کتب خریدیں۔ اس موقع پر City-42 نیوز چینل کی ٹیم نے آپ کا انٹرویو کیا۔ آپ نے کتاب کی اہمیت اور مطالعے کی افادیت پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: ''کسی قوم کی تعمیر و تشکیل میں تخلیقی صلاحیت پیدا کرنے والی تحقیقی کتابیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ ان سے عقل و شعور بڑھتی ہے۔ سماجی شعور پیدا کرنے والی کتب کا انتخاب ہر اچھے قاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ آج ہمیں دین اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں امن، عدل و انصاف اور معاشی ترقی کا شعور پیدا کرنے والی کتابوں کی ضرورت ہے۔ فرقہ پرستی پر مبنی، تشدد پر اُبھارنے والی کتابوں سے نوجوانوں کو بچانا بڑا ضروری ہے۔'' اس موقع پر حضرت اقدس رائے پوری کی پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب پروفیسر ڈاکٹر مجاہد کامران سے ملاقات ہوئی۔ ملاقات کے دوران تعلیمی اداروں میں قومی نقطۂ نظر سے تعلیم کے فروغ اور اساتذہ میں اس کی اہمیت کو اُجاگر کرنے کے حوالے سے باہمی تبادلہ خیال ہوا۔ یہ ملاقات ایک گھنٹے سے زائد تک جاری رہی۔ واضح رہے کہ جناب مجاہد کامران بارہ کتابوں کے مصنف ہیں اور بین الاقوامی مالیاتی اداروں کی دنیا میں سامراجی نقطۂ نظر سے جنگوں کے فروغ کی خفیہ حکمتِ عملی ان کی دلچسپی کا خصوصی موضوع ہے۔ حضرت اقدس نے اس موقع پر جناب وائس چانسلر کو ادارہ رحیمیہ میں تشریف لانے کی دعوت دی، جس کو انھوں نے قبول کیا۔

مؤرخہ 11 مئی 2016ء کو وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی جناب ڈاکٹر شاہد صدیقی حضرت اقدس سے ملاقات کے لیے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور میں تشریف لائے۔ اس موقع پر ادارہ میں اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ ابلاغیات پنجاب یونیورسٹی جناب اکرم سومرو اور ناظم دفتر ادارہ رحیمیہ جناب حافظ محمد شفیق نے ادارہ میں ڈاکٹر صدیقی کو خوش آمدید کہا۔ اس موقع پر وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے حضرت اقدس سے اپنی آنے والی کتاب، جس میں وہ برعظیم پاک و ہند میں آزادی پسند تحریکات کے اداروں دارالعلوم دیوبند اور جامعہ ملیہ وغیرہ کے مزاحمتی کردار کا جائزہ پیش کر رہے ہیں، کے حوالے سے سوالات کیے۔ حضرت اقدس نے ڈاکٹر صدیقی کی اس علمی و تحقیقی کاوش کے حوالے سے کتب کی نشان دہی فرمائی۔ یہ ملاقات ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔

مؤرخہ 13 مئی 2016ء کو حضرت اقدس گورنمنٹ سائنس کالج وحدت روڈ لاہور تشریف لے گئے، جہاں انھوں نے موضوع ''موجودہ نظامِ تعلیم اور ہمارے قومی تقاضے'' پر اساتذہ اور طلبا سے خطاب کیا۔ اس موقع پر حضرت نے تعلیم کے قومی تقاضوں کے مختلف پہلوؤں کی نشان دہی فرماتے ہوئے اس کے نوآبادیاتی دور کے عوامل کا جائزہ پیش کیا۔ آج کے درپیش چیلنجز اور ان سے نبرد آزما ہونے کے لیے جس تعلیمی ویژن کی ضرورت ہے، اس کو اجاگر کیا۔

تاریخِ اسلام کے ناقابلِ فراموش واقعات — مولانا مفتی عبدالقدیر، چشتیاں

فقرا سے ہمدردی کی ایک نادر حکایت

امام محمد بن عبدالرحمٰن بن احمد ابوعبداللہ ملقب بہ علامہ زاہد المتوفی 546ھ/ 1151ء اپنے دور کے مفتی، واعظ، صوفی، عالم اور فاضل تھے۔ انھوں نے ''محاسنِ اسلام'' کے عنوان سے ایک کتاب لکھی، جس میں انھوں نے قرآن و سنت کی روشنی میں تمام فرائض و احکام اور شرائع اسلام کے محاسن و مقاصد مختصراً واضح کیے ہیں۔

وہ ''روزوں کے باب'' میں تحریر فرماتے ہیں: ''بعض صالحین کے متعلق منقول ہے کہ وہ شدید سردی کے زمانے میں ایک تہ بند کے ساتھ گھر سے نکلا کرتے تھے۔ ان سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے جواباً کہا: ''سردی کی شدت برداشت کرکے میں فقرا کے ساتھ شریک ہوتا ہوں۔'' (محاسن اسلام، ص:21، طبع: بیروت)

مشہور حدیث میں ماہِ صیام کو ''شهر المواساة'' بھی قرار دیا ہے۔ اس حدیث میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ بندوں میں روزوں کے ذریعے انسانی ہمدردی اور غم خواری کا جذبہ اُجاگر ہو۔ گویا عبادات اَخلاقی تربیت کا ایک مکمل نظام دیتی ہیں۔ اسی وجہ سے ہمارے اَسلاف عبادات کی ظاہری شکل اور فرض کی ادائیگی کے ساتھ ان کی روح پر بہت توجہ دیتے اور دلاتے رہتے تھے۔

آج انسانیت سے عاری سرمایہ دارانہ نظام میں ہماری عبادات بے روح بن کر رہ گئی ہیں۔ بالادست اشرافیہ طبقے اور حکمران اور ان کے پس خوردہ ہم نوا، دنیادار اور مذہبی طبقے عمروں اور افطار پارٹیوں کی نمود و نمائش تو بہت کرتے ہیں، مگر بھوک کے مارے 90% طبقے کی بھوک مٹانے کی دادرسی نہیں کرتے۔ انسانی ہمدردی اور خیرخواہی کی بنیاد پر ملک کا سیاسی اور معاشی نظام قائم کرنے کے لیے کوئی جدوجہد اور کوشش نہیں کرتے۔ رمضان المبارک کا مہینہ انسانی ہمدردی کے نظام قائم کرنے کا درس دیتا ہے۔

(بقیہ: شوق اور تربیت) ہر فرد کو اس کی صلاحیت، طبعی مزاج اور شوق کے مطابق درجہ کمال تک پہنچانے کا یہی فن ان بزرگوں کو مرجع خلائق بنا دیتا ہے اور ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نہ صرف یہ کہ جوق در جوق ان کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں، بلکہ یکساں طور پر خود کو فیض یاب پاتے ہیں۔ برعظیم پاک و ہند کی عظیم تربیت گاہ خانقاہِ رحیمیہ رائے پور بھی اسی اندازِ تربیت کی حامل رہی ہے۔ چناں چہ خانقاہ کے سرخیل اوّل حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ فرماتے ہیں کہ: ''تصوف (تربیت) نیت کی درستگی کا نام ہے اور اس صلاحیت کے پیدا ہونے کا کہ ایک فرد اپنے روزمرہ کے امور کو شوق اور رضائے الٰہی سے سرانجام دینے لگ جائے۔'' چناں چہ اسی اندازِ تربیت کا نتیجہ تھا کہ ہر شعبۂ زندگی سے وابستہ اہلِ علم اور ماہرینِ فن کو اس خانقاہ میں زیرِ تربیت رہنے کا شرف حاصل رہا ہے۔ خانقاہ کے موجودہ مسند نشین حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ اسی عمل کو آگے بڑھائے ہوئے ہیں۔

www.rahimia.org

لاہور میں روحانی تربیتی اجتماعِ رمضان المبارک 1437ھ/2016ء

رحمتوں اور برکتوں والا ماہِ رمضان المبارک 1437ھ/2016ء شروع ہو رہا ہے۔ ہمیشہ سے اکابر اولیاء اللہ اور علمائے ربانیین کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ اس ماہِ مبارک میں پوری یکسوئی اور توجہ الی اللہ کے لیے کسی ایک ہی جگہ قیام فرما ہوتے ہیں اور اس کو صفائے باطن کے لیے بڑا اکسیر سمجھتے ہیں۔

مشائخ رائے پور اوران سے تعلق رکھنے والے احباب کا گزشتہ تقریباً ایک صدی سے یہ معمول چلا آ رہا ہے کہ وہ اس ماہِ مبارک میں انابت الی اللہ اور سالکین و طالبین کی تربیت کے لیے اجتماعی طور پر کسی ایک جگہ قیام فرما ہوتے ہیں اور رمضان المبارک کے قیمتی اوقات میں اپنی روحانی تربیت کے حوالے سے ذکر و فکر، تزکیۂ عمل اور تصفیۂ باطن کا نہایت درجہ اہتمام کرتے رہے ہیں۔

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ اپنی تمام عمر اس معمول پر مسلسل عمل پیرا رہے۔ انھی حضراتِ مشائخ کے معمول کے مطابق ان کے جانشین اور

موجودہ مسند نشین خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ

پورا ماہِ رمضان المبارک 1437ھ

(7 / جون تا 6 / جولائی 2016ء)

ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں قیام فرما ہوں گے۔

تمام احباب سے گزارش ہے کہ اپنی اخلاقی و روحانی ترقی کے لیے اس ماہِ مبارک میں شیخ رائے پوری کی معیت وصحبت میں وقت لگائیں۔ تمام احباب اس روحانی اجتماع کے تربیتی معمولات اور مجالس ہائے علم و عرفان میں شرکت فرما کر دنیوی اور اُخروی کامیابی کے لیے کوشش کریں۔

نوٹ

☆ ملک بھر سے آنے والے احباب اپنی آمد کے شیڈول سے ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور کی انتظامیہ کو قبل از وقت مطلع فرمائیں۔

☆ ادارہ رحیمیہ کے ریجنل کیمپس اور دیگر تمام مراکز کے ذمہ دار حضرات ادارہ کے مرکزی کیمپس لاہور کی انتظامیہ کو رمضان المبارک کے سلسلے میں آنے والے احباب کی فہرست سے ضرور آگاہ کریں، تاکہ انتظامات کے حوالے سے ضروری اقدامات کیے جاسکیں۔ (ادارہ)

معمولاتِ روحانی تربیتی اجتماعِ رمضان المبارک

حسبِ سابق اس قیامِ رمضان المبارک میں درجِ ذیل معمولات ہوں گے:

نوافل، ذکر و اذکار و تلاوتِ قرآن حکیم

علی الصبح تقریباً 2 بجے تمام احباب بیدار ہو جاتے ہیں۔ نمازِ تہجد ادا کرتے ہیں اور ذکر وغیرہ دیگر معمولات پورے کرتے ہیں۔ اس کے بعد سحری کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جو حضرات کھانے سے فارغ ہو جاتے ہیں، وہ نوافل یا تلاوتِ قرآن حکیم میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

تربیت اور تزکیے کے حوالے سے احادیثِ نبویہ ﷺ کا درس

نمازِ فجر کے بعد حدیث نبوی ﷺ کا درس ہوتا ہے، جس میں نبی کریم ﷺ کی انسانیت نواز تعلیمات اور آپ ﷺ کی سیرت و کردار کے بہت سے پہلوؤں کو احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں واضح کیا جاتا ہے۔

تربیت اور تزکیے کے حوالے سے قرآنی موضوعات پر لیکچرز

تقریباً صبح 9 بجے تمام احباب بیدار ہو جاتے ہیں۔ نمازِ چاشت کے بعد تربیت اور تزکیے کے حوالے سے دورۂ تفسیر سے متعلق قرآنی موضوعات پر لیکچرز ہوتے ہیں، جن میں قرآن حکیم کے علوم و معارف کا بیان ہوتا ہے۔ ان لیکچرز کے دوران ممتاز صوفیائے کرام اور محققین علمائے ربانیین کے بیان فرمودہ تفسیری نکات و اشارات کی روشنی میں تربیت اور تزکیہ اور دینی اُمور سے متعلق شعور و آگہی اور اس کا فکر پیدا کیا جاتا ہے۔

دینی اور فقہی مسائل کا بیان

نمازِ ظہر کے بعد دین کے ضروری احکام و مسائل اور ان کے آداب و فضائل بیان کیے جاتے ہیں اور دینی حوالے سے عملی تربیت پر زور دیا جاتا ہے۔ نیز پوچھے گئے دینی مسائل کے جوابات دیے جاتے ہیں۔

اس کے بعد احباب تلاوتِ قرآن میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

دینی موضوعات پر لیکچرز کا اہتمام

اس کے بعد کسی اہم دینی موضوع پر لیکچر ہوتا ہے۔ اور حالاتِ حاضرہ کے حوالے سے نوجوانوں کو دینی ذمہ داریوں اور عملی جدوجہد کے شعوری تقاضوں سے آگاہی دی جاتی ہے۔

"حُجّۃُ اللّٰہِ البالِغہ" کا درس

اس دفعہ نمازِ ظہر کے بعد علمائے کرام اور خواص احباب کے لیے حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کی عظیم کتاب "حُجّۃُ اللّٰہِ البالغہ" کا درس ہوا کرے گا۔ یہ کتاب دین اسلام کی جامع تعلیمات کو مربوط طور پر سمجھنے کا بلند دینی شعور پیدا کرتی ہے۔ اس طرح دین اسلام کے جامع فکر و فلسفہ کی شعوری آگہی سے باطل اور گمراہ افکار و نظریات سے چھٹکارہ ملتا ہے اور تعلق مع اللہ مضبوط ہوتا ہے۔

www.rahimia.org

ذکراللہ کی مجلس اور فلاحِ دارین کی دعا

نمازِ عصر کے بعد حضرت اقدس رائے پوری مدظلہ العالی کی معیت میں مجلس ذکر ہوتی ہے۔ اس کے بعد تربیت وتزکیے کے حوالے سے ذکراللہ کی اہمیت پر بیان ہوتا ہے۔ پھر حضرت اقدس مدظلہٗ العالی تمام احباب و متعلقین کے لیے خصوصی دعا فرماتے ہیں۔ افطاری اور نمازِ مغرب کے بعد احباب سنن ونوافل ادا کرتے ہیں۔

تراویح میں پڑھے ہوئے پارۂ قرآن کا تفسیری خلاصہ

نمازِ عشا اور نمازِ تراویح کے بعد پڑھے ہوئے پارے کے مضامین کا تفسیری خلاصہ بیان کیا جاتا ہے۔ جس میں قرآن حکیم کی سورتوں کے موضوعات اور مضامین کے بنیادی نکات کی نشان دہی کی جاتی ہے۔ ان نکات کے ذریعے انسانی معاشرے کی سیاسی، معاشی، عمرانی اور نظریاتی حوالے سے درست تشکیل کے بنیادی اساسی اصولوں کی وضاحت ہوتی ہے۔ اس کے بعد تصوف کی کتاب ''اِمداد السلوک'' سے مشائخ عظام کے ملفوظات اور ارشادات پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔

رحیمیہ ریجنل کیمپسز میں معمولاتِ ماہِ رمضان

گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) کے تمام ریجنل کیمپسز کراچی، سکھر، ملتان، راولپنڈی اور پشاور میں ماہِ رمضان المبارک میں درجِ ذیل معمولات ہوں گے۔ احباب ان میں شرکت فرمائیں:

1۔ ذکراللہ کی مجلس: ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ کے تمام ریجنل کیمپسز میں روزانہ بعد نمازِ عصر مشائخ رائے پور کے معمولات کے مطابق مجلس ذکر کا انعقاد ہوتا ہے۔ جس میں ان شہروں اور متعلقہ علاقوں میں موجود سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تمام احباب بھرپور شرکت کرتے ہیں۔

2۔ نمازِ تراویح اور تفسیری خلاصہ: تمام ریجنل کیمپسز میں نمازِ تراویح کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ جس میں بہترین حفاظ نمازِ تراویح میں قرآن پاک سنائیں گے۔ اور تراویح کے بعد پڑھے ہوئے پارے کا تفسیری خلاصہ بیان کیا جائے گا۔ نیز مشائخ علمائے ربانیین کے ملفوظات وارشادات پڑھ کر سنائے جائیں گے۔

رحیمیہ کیمپسز میں معمولات کی نگرانی درجِ ذیل حضرات کریں گے:

1۔ ملتان کیمپس: حضرت مولانا مفتی سعید الرحمٰن مجاز حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ
2۔ سکھر کیمپس: حضرت مولانا محمد عبداللہ عابد سندھی، محترم ڈاکٹر لیاقت علی شاہ معصومی (مجازین حضرت رائے پوری رابع قدس سرہٗ)
3۔ کراچی کیمپس: مولانا زوہیب حسن، مولانا مفتی اللہ بخش
4۔ راولپنڈی کیمپس: حضرت مولانا تاج افسر مجاز حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ
5۔ پشاور کیمپس: مولانا معظم علی، مولانا محمد عارف

اعلان: روزے کے مسائل سے متعلق ادارہ رحیمیہ کی طرف سے مطبوعہ رسالہ ''احکام و مسائل رمضان المبارک'' از مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری کا مطالعہ کریں۔

نمازِ تراویح کے مسائل

☆ رمضان المبارک میں عشا کی نماز کے بعد تراویح کی بیس رکعات دو دو رکعت کر کے پڑھنا مرد وعورت سب کے لیے سنت مؤکدہ ہے۔

☆ تراویح کا وقت عشا کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ بہتر ہے کہ وتر تراویح کے بعد پڑھے جائیں، لیکن اگر کسی وجہ سے وتر کے بعد تراویح پڑھیں تو بھی درست ہے۔

☆ تراویح کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کرنا سنت کفایہ ہے، اگر محلے کی مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہو تو تمام اہل محلّہ گناہ گار ہوں گے۔

☆ تراویح کی بیس رکعات' دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں اور ان میں ہر ترویحہ (چار رکعت) اور وتر کے درمیان کچھ دیر وقفہ کرنا مستحب ہے۔

☆ ترویحہ (چار رکعتوں) کے درمیان کوئی خاص عبادت متعین نہیں، بلکہ اختیار ہے، خواہ ذکر اذکار کریں، تلاوت کریں۔ جس کا جو جی چاہے پڑھ سکتا ہے۔

بعض فقہا کے نزدیک درجِ ذیل دعا پڑھنا منقول ہے:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَ الْمَلَکُوْتِ، سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَیْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ، سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَنَامُ وَلَایَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْحِ.
اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ، یَامُجِیْرُ یَامُجِیْرُ یَامُجِیْرُ.

☆ رمضان میں تراویح کے ساتھ وتر کی نماز باجماعت پڑھنا افضل ہے۔

☆ نمازِ تراویح میں قرآن پاک سنانے کی اُجرت لینا حرام ہے۔

☆ اگر اُجرت کے بغیر قرآن سنانے والا نہ ملے تو چھوٹی سورتوں سے ہی تراویح پڑھ لینا چاہیے۔

☆ تراویح کی مکمل نماز چھوٹ جائے اور اس کا وقت نکل جائے تو اس کی قضا نہیں ہے۔ اگر پڑھے گا تو نفل شمار ہوگی۔

☆ اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ عشا کی نماز ہو چکی تو اُسے چاہیے کہ پہلے عشا کی نماز پڑھے، پھر تراویح میں شریک ہو۔

☆ تراویح کی کچھ رکعتیں امام کے ساتھ نہ پڑھ سکا تو وتر کے بعد ادا کرلے۔

☆ تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ قرآن مجید پڑھنا یا سننا سنت مؤکدہ ہے۔ اگر قرآن مجید چند دنوں میں ختم کرلیا تو بقیہ دنوں میں بھی تراویح پڑھے۔

اہم اطلاع

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں اس سال نمازِ تراویح میں ختم قرآن حکیم رمضان المبارک کی ستائیس ویں شب کو ہوگا۔ انشاءاللہ!

www.rahimia.org

Monthly RAHIMIA Lahore CPL No. 59

نقشہ اوقات سحر وافطار رمضان المبارک 1437ھ / جون، جولائی 2016ء

تاریخ ہجری	تاریخ عیسوی	ایام	لاہور		اسلام آباد		ملتان		پشاور		کوئٹہ		کراچی		سکھر	
رمضان المبارک	جون	دن	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار
کیم	7	منگل	3:19	7:07	3:14	7:17	3:35	7:14	3:18	7:23	3:52	7:34	4:13	7:20	3:56	7:18
2	8	بدھ	3:18	7:08	3:14	7:17	3:35	7:14	3:18	7:23	3:52	7:34	4:13	7:20	3:56	7:18
3	9	جمعرات	3:18	7:08	3:14	7:18	3:35	7:15	3:17	7:24	3:52	7:35	4:13	7:21	3:56	7:19
4	10	جمعۃ المبارک	3:18	7:09	3:14	7:18	3:35	7:15	3:17	7:24	3:52	7:35	4:13	7:21	3:56	7:19
5	11	ہفتہ	3:18	7:09	3:13	7:19	3:35	7:15	3:17	7:25	3:52	7:36	4:13	7:21	3:56	7:20
6	12	اتوار	3:18	7:09	3:13	7:19	3:35	7:15	3:17	7:25	3:52	7:36	4:13	7:21	3:56	7:20
7	13	سوموار	3:18	7:10	3:13	7:19	3:35	7:16	3:17	7:26	3:52	7:37	4:13	7:22	3:56	7:21
8	14	منگل	3:18	7:10	3:13	7:19	3:35	7:16	3:17	7:26	3:52	7:37	4:13	7:22	3:56	7:21
9	15	بدھ	3:18	7:11	3:13	7:20	3:35	7:17	3:17	7:26	3:52	7:37	4:13	7:23	3:56	7:21
10	16	جمعرات	3:18	7:11	3:13	7:20	3:35	7:17	3:17	7:26	3:52	7:37	4:13	7:23	3:56	7:21
11	17	جمعۃ المبارک	3:18	7:11	3:13	7:21	3:35	7:17	3:17	7:27	3:52	7:38	4:13	7:23	3:56	7:22
12	18	ہفتہ	3:18	7:12	3:12	7:22	3:34	7:18	3:16	7:28	3:52	7:38	4:12	7:24	3:55	7:23
13	19	اتوار	3:18	7:12	3:12	7:22	3:34	7:19	3:16	7:29	3:52	7:38	4:12	7:25	3:55	7:23
14	20	سوموار	3:18	7:12	3:12	7:22	3:34	7:19	3:16	7:29	3:52	7:38	4:12	7:25	3:55	7:23
15	21	منگل	3:18	7:12	3:13	7:23	3:34	7:19	3:16	7:29	3:52	7:38	4:13	7:25	3:55	7:24
16	22	بدھ	3:18	7:12	3:13	7:23	3:34	7:19	3:16	7:29	3:52	7:38	4:13	7:25	3:55	7:24
17	23	جمعرات	3:18	7:13	3:13	7:23	3:35	7:20	3:17	7:29	3:53	7:38	4:13	7:26	3:56	7:24
18	24	جمعۃ المبارک	3:19	7:13	3:13	7:23	3:35	7:20	3:17	7:30	3:53	7:38	4:13	7:26	3:56	7:24
19	25	ہفتہ	3:19	7:13	3:14	7:23	3:35	7:20	3:17	7:30	3:53	7:39	4:14	7:26	3:56	7:25
20	26	اتوار	3:19	7:13	3:14	7:23	3:35	7:20	3:17	7:30	3:53	7:39	4:14	7:26	3:56	7:25
21	27	سوموار	3:20	7:13	3:14	7:24	3:36	7:20	3:18	7:30	3:54	7:39	4:14	7:26	3:57	7:25
22	28	منگل	3:20	7:13	3:14	7:24	3:36	7:20	3:18	7:30	3:54	7:39	4:14	7:26	3:57	7:25
23	29	بدھ	3:20	7:13	3:15	7:24	3:37	7:21	3:19	7:30	3:55	7:39	4:15	7:26	3:58	7:25
24	30	جمعرات	3:21	7:13	3:15	7:24	3:37	7:21	3:19	7:30	3:55	7:39	4:15	7:26	3:58	7:25
25	کیم جولائی	جمعۃ المبارک	3:22	7:13	3:16	7:24	3:38	7:21	3:20	7:30	3:56	7:39	4:16	7:27	3:59	7:25
26	2	ہفتہ	3:22	7:13	3:16	7:24	3:38	7:21	3:20	7:30	3:56	7:39	4:16	7:27	3:59	7:25
27	3	اتوار	3:23	7:13	3:17	7:24	3:39	7:20	3:21	7:30	3:57	7:39	4:17	7:27	4:00	7:25
28	4	سوموار	3:23	7:13	3:17	7:24	3:39	7:20	3:21	7:30	3:57	7:39	4:17	7:27	4:00	7:25
29	5	منگل	3:24	7:13	3:19	7:24	3:40	7:20	3:22	7:30	3:58	7:39	4:18	7:27	4:01	7:25
30	6	بدھ	3:25	7:13	3:19	7:24	3:40	7:20	3:22	7:30	3:58	7:39	4:18	7:27	4:01	7:26

نوٹ: یہ نقشہ علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کی زیرنگرانی ترتیب دیا گیا ہے۔ اس میں دو منٹ کی احتیاط پیش نظر رہنی چاہیے۔

مدیراعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع وناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "رحیمیہ" رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ لاہور سے جاری کیا۔